Dr. Rizwana Perween

R.N College Hajipur Vaishali

B.A Part - II

Topic:- Prem Chand.

Date:- 20-10-2020

Time:- 9:30 - 10:20 A.M

پریم چند
(۱۸۸۰ء-۱۹۳۶ء)

جن کی نظر التفات نے دیکھتے ہی دیکھتے اس صنف کو فن کی بلندیوں تک پہنچا دیا ان میں سب سے نمایاں نام پریم چند کا ہے۔ انھوں نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز ناول سے کیا۔ افسانے بعد میں لکھے۔ ان کا پہلا افسانہ "دنیا کا سب سے انمول رتن" ہے جو ۱۹۰۸ء میں "رسالہ زمانہ" کانپور میں شایع ہوا۔ اسی سال ان کے پانچ افسانوں کا مجموعہ "سوز وطن" کے نام سے شایع ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ملک میں ہر طرف بیداری کی لہر دوڑ رہی تھی اور آزادی کا مطالبہ زور پکڑ رہا تھا۔ ممکن نہ تھا کہ پریم چند کے افسانوں میں اس کی گونج سنائی نہ دیتی۔ وہ سرکاری ملازم تھے اور سرکار کے خلاف اشارۃً بھی کچھ نہیں لکھ سکتے تھے۔ اسی لیے انھوں نے پریم چند کا فرضی نام چن لیا تھا حالانکہ ان کا اصلی نام دھنپت رائے تھا۔ انھوں نے کچھ عرصے نواب رائے کے فرضی نام سے بھی لکھا لیکن آخر کار پریم چند قلمی نام اختیار کیا جو سرکاری ملازمت ترک کرنے کے بعد بھی برقرار رہا۔

سوز وطن کے افسانوں میں ایسا کچھ نہیں تھا جس سے حکومت کی بنیاد لرز جاتی۔ اس میں صرف اصلاح پسندی کا جذبہ کارفرما ہے لیکن حکومت کو یہ بھی گوارا نہ ہوا اور مجموعہ ضبط کرلیا گیا۔ آخر کار انھوں نے ملازمت ترک کر دی اور خود کو ادب کی خدمت کے لیے وقف کردیا۔ ان کے افسانوں کے مجموعے پریم پچیسی، خاک پروانہ، آخری تحفہ، زادِ راہ کے نام سے شایع ہوئے جنھیں ملک میں قبول عام حاصل ہوا۔ ان کے شروع کے افسانوں میں قدیم داستانوں کا رنگ جھلکتا ہے۔ اس زمانے کے افسانوں میں جو خصوصیات نظر آتی ہیں وہ ہیں زندگی کی حقیقتوں سے نظریں چرانے کا انداز، واقعیت سے گریز، تخیل کی فراوانی،

قیاس میں نہ آنے والی باتوں کا ذکر، رنگین فضا، جذباتی اندازِ بیان اور شاعرانہ زبان۔ لیکن یہ پریم چند کے افسانے کا تشکیلی دور تھا۔ بہت جلد وہ اس بھول بھلیاں سے باہر نکل آئے۔ بالآخر انھوں نے دیہات کی زندگی کی کامیاب تصویرکشی کی، سماجی مسائل کو اپنی کہانی کا موضوع بنایا۔ حب وطن، سماجی انصاف کی خواہش، گاندھی واد اور ترقی پسند تحریک نے ان کی کہانیوں کو غذا فراہم کی۔ ان کی تخلیقات کا محور دراصل انسان دوستی ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کی ہے کہ صرف پریم چند کے موضوعات ہی اہم نہیں ہیں بلکہ ان کا فن اس سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ ان کے بیشتر پلاٹ منظم ہیں۔ کہانی کی تعمیر پر وہ بہت توجہ کرتے ہیں۔ ان کے کردار اصلی اور فطری ہیں۔ یہ کردار زندگی بھر ہمارا پیچھا کرتے ہیں۔ یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم ان سے کہیں نہ کہیں ملے ہیں اور ان کے عادات واطوار سے بخوبی واقف ہیں۔ ایک اور خاص بات یہ ہے کہ پریم چند نے انسانی فطرت کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ ذہن انسانی کی یہ مہارت ان کے افسانوں کو حقیقی زندگی سے بالکل قریب کر دیتی ہے اس لیے ان کے افسانے ہمیں قصہ کہانی نہیں لگتے بلکہ اصل زندگی کے سچے واقعات معلوم ہوتے ہیں۔

پریم چند کی افسانہ نگاری کا ایک پہلو اور ہے۔ وہ اصلاح پسند ہیں اور ہندوستانی سماج کی برائیوں کو دور کرنا چاہتے ہیں۔ غریبوں پر ظلم، سرمایہ داروں اور مذہب کے ٹھیکیداروں کی زیادتیاں، اونچی ذات والوں کا دوسروں کو حقیر سمجھنا اور اسی طرح کی دوسری برائیاں انھیں تڑپا دیتی ہیں۔ اس لیے انھیں دور کرنے کی خواہش ان کے دل میں پیدا ہوتی ہے چنانچہ وہ اصلاحی افسانے لکھتے ہیں اور مثالی کردار پیش کرتے ہیں۔ اکثر کہانیوں میں وہ نیکی کی جیت اور بدی کی ہار دکھاتے ہیں۔ بعض جگہ یہ غیر فطری لگتا ہے اور حقیقت نگاری درسِ اخلاق پر قربان ہو جاتی ہے۔ پریم چند کے ناولوں اور افسانوں میں یہ خامی بیشک موجود ہے لیکن اس خامی پر ان کی خوبیاں حاوی ہیں۔